شفا حاصل کرنے کے لیے پیر صاحب کا اپنے بال دینا کیسا؟

دار الافتاء اہلسنت (دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ کسی پیر صاحب کا یا ولی کا اپنی داڑھی یا زلفوں کے بال دینا کہ اس کو پانی میں ڈال کر پانی پینے سے شفا حاصل ہوگی، ایسا کرنا کیسا؟

جواب

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

بزرگانِ دین کے آثار اوران کی استعمال کی ہوئی چیزوں، کپڑوں وغیرہ سے تبرک حاصل کرنا اور برکت و شفا کی امید رکھنا شرعاً ثابت و جائز ہے۔ احادیث مبارکہ سے یہ بھی ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو برکت اور شفا کی غرض سے اپنے بال مبارک عطا فرمائے اور صحابہ کرام نے ان سے برکت و شفا حاصل کی۔ اولیاء اللہ درحقیقت حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم و معارف اور انوار و برکات کے وارث ہوتے ہیں، حضور علیہ السلام کے وسیلہ و توسط سے ان حضرات سے بھی نسبت رکھنے والی چیزوں میں برکت و شفا ہوتی ہے، لہذا اگر کسی جامع شرائط پیر صاحب یا ولی اللہ نے شفا کی غرض سے اپنے بال عطا کیے تو یہ شرعی اعتبار سے ممنوع عمل نہیں۔ جلیل القدر محدثین نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تبرکات عطا فرمانے والی احادیث کی شرح میں بار بار لکھا ہے کہ ان احادیث میں نیک لوگوں کے تبرکات سے فائدہ اٹھانے کی دلیل ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بال مبارک صحابہ کرام میں تقسیم فرمائے، چنانچہ صحیح مسلم شریف کی حدیث مبارکہ ہے: ”عن أنس بن مالك، قال: لما رمى رسول اللہ صلى اللہ عليه وسلم الجمرة ونحر نسكه وحلق ناول الحالق شقه الأيمن فحلقه، ثم دعا أبا طلحة الأنصاري فأعطاه إياه، ثم ناوله الشق الأيسر، فقال: احلق فحلقه، فأعطاه أبا طلحة، فقال: اقسمه بين الناس“ ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جمرہ کو کنکریاں ماریں اور اپنی قربانی ذبح فرمائی اور اپنا سر مبارک منڈوایا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجام کو اپنے سر مبارک کا سیدھی طرف والا حصہ دیا، تو اس نے وہاں کے بالوں کو مونڈا، پھر

آپ نے حضرت ابو طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ کو بلایا اور وہ بال ان کو عطا فرما دیئے، پھر آپ نے بائیں طرف والا حصہ دیا اور فرمایا: "مونڈو" تو اس نے وہ بھی مونڈ دیا، پھر وہ (بھی) حضرت ابو طلحہ کو دیئے اور فرمایا: اسے لوگوں میں تقسیم کر دو۔ (صحیح مسلم، جلد2، صفحہ 948، رقم الحدیث: 326-(1305)، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ مراۃ المناجیح میں ارشاد فرماتے ہیں: "بزرگوں کے تبرکات خصوصًا حضور کے بال و ناخن شریف سنبھال کر رکھنا، ان کی زیارت کرنا، ان سے شفا حاصل کرنا، ان کے توسل سے دعائیں مانگنا، قبر میں انہیں ساتھ لے جانا سب جائز و بہتر ہے کہ یہ تقسیم انہی مقاصد کے لیے ہوتی تھی"۔ (مرآۃ المناجیح، جلد4، صفحہ 262، نعیمی کتب خانہ، گجرات)

بزرگان دین کے آثار سے برکت پر یہ حدیث مبارک اور اس کی شرح بھی ملاحظہ کریں۔ صحیح مسلم شریف کی حدیث پاک ہے: "عون بن أبي جحيفة، عن أبيه، قال: أتيت النبي صلى الله عليه وسلم بمكة وهو بالأبطح في قبة له حمراء من أدم، قال: فخرج بلال بوضوئه، فمن نائل وناضح" ترجمہ: حضرت عون بن ابی جحیفہ، اپنے والد ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، فرمایا کہ میں مکہ مکرمہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا، اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم مقام "ابطح" میں سرخ چمڑے کے ایک خیمے میں تھے، فرمایا کہ پھر بلال رضی اللہ عنہ آپ کے وضو کا پانی لے کر نکلے تو کوئی اسے حاصل کرنے والا ہوا اور کوئی چھڑکنے والا۔ (صحیح مسلم، جلد1، صفحہ 359، رقم الحدیث: 249-(503)، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

اس حدیث کی شرح میں علامہ ابو زکریا یحیٰ بن شرف نووی شافعی رحمۃ اللہ علیہ "المنہاج شرح صحیح مسلم" میں فرماتے ہیں: "(فمن نائل وناضح) معناه فمنهم من ينال منه شيئا ومنهم من ينضح عليه غيره شيئا مما ناله ويرش عليه بللا مما حصل له وهو معنى ما جاء في الحديث الآخر فمن لم يصب أخذ من يد صاحب۔۔۔ فيه التبرك بآثار الصالحين واستعمال فضل طهورهم وطعامهم وشرابهم ولباسهم" ترجمہ: اس کا مطلب یہ ہے کہ ان میں سے کچھ تو وہ تھے جو خود اس (وضو کے پانی) سے کچھ پا لیتے، اور کچھ وہ تھے جن پر دوسرے لوگ چھڑک دیتے، یعنی جو تری کسی کو ملی تھی وہ اس سے دوسرے پر چھڑک دیتا، اور یہی معنی اس دوسری حدیث کے ہیں کہ جو خود نہ پا سکا، اس نے اس کے ہاتھ سے لیا جس نے پا لیا تھا۔۔۔ (بہر حال) اس حدیث سے بزرگان دین کے آثار، اور ان کے وضو کے بچے

ہوئے پانی، کھانے اور مشروب اور لباس سے تبرک حاصل کرنا ثابت ہوتا ہے۔ (المنہاج شرح صحیح مسلم، جلد4، صفحہ219، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

اولیاء اللہ، حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وارث ہیں، چنانچہ امام اہلسنت سیدی اعلی حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ میں فرماتے ہیں: ”برکت آثار بزرگان سے انکار آفتاب روشن کا انکار ہے۔۔۔ اور پُر ظاہر کہ اولیاء و علماء حضور کے ورثاء ہیں، تو ان کے آثار میں برکت کیوں نہ ہوگی کہ آخر وارث برکات و وارث ایراث برکات ہیں۔“ (فتاوی رضویہ، جلد21، صفحہ404، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

مجیب: مفتی محمد قاسم عطاری

فتوی نمبر: FAM-909

تاریخ اجراء: 06ربیع الآخر1447ھ/30ستمبر2025ء

Dar-ul-IftaAhlesunnat (Dawat-e-Islami)

www.fatwaqa.com | daruliftaahlesunnat | DaruliftaAhlesunnat

Dar-ul-ifta AhleSunnat | feedback@daruliftaahlesunnat.net